مولانا حافظ غلام نصیر الدین شبلی

اناجیل کی تاریخی حیثیت

اصلی انجیل:

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایک کتاب نازل فرمائی جس کا نام تھا انجیل جیساکہ قرآن پاک میں صریح ارشاد ہے۔ واٰتینٰہ الانجیل اور ہم نے عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو انجیل دی

مروجہ چار اناجیل، انجیل مرقس، انجیل متی، انجیل لوقا اور انجیل یوحنا میں سے سب سے پہلے تصنیف ہونے والی انجیل محققین کے نزدیک مرقس کی انجیل جس میں صاف لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے گیارہ حواریوں کو نظر آئے اور ان کو انجیل کی اشاعت اور تعلیم کا حکم دیا۔

"اور اس نے ان سے کہا کہ تم تمام دنیا میں جاکر ساری مخلوق کے سامنے انجیل کی منادی کرو" [1]

اب صاف ظاہر ہے کہ جس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام انجیل کی منادی کا حکم دے رہے تھے اس وقت ان چار اناجیل میں سے کوئی بھی انجیل موجود نہیں تھی کیونکہ یہ واقعہ انجیل مرقس کے اندر مذکور ہے اور باقی اناجیل مرقس کی انجیل کے بعد تصنیف ہوئیں۔ اگر یہ واقعہ انجیل مرقس کی تصنیف سے پہلے پیش نہ آچکا ہوتا تو مرقس اپنی انجیل میں اس کا ذکر نہیں کرسکتا تھا۔ چنانچہ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ کون سی انجیل ہے جس کی منادی کا حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام دے رہے ہیں؟ ہمارے نزدیک اس کا جواب واضح ہے اور وہ یہ کہ یہ اسی انجیل کی منادی کا حکم ہے جو حضرت عیسیٰ پر نازل ہوئی تھی۔

سینٹ پال (پولوس) جو پہلے یہودی تھے اور پھر انہوں نے بظاہر یہودیت کو چھوڑ کر مسیحیت کو اختیار کر لیا تھا۔ اپنے خط گلتیون میں لوگوں کو اصلی انجیل سے منحرف کرکے اپنی خود ساختہ انجیل کی طرف مائل کرنا چاہتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں

"میں تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تمہیں مسیح کے فضل سے بلایا اس سے تم اس قدر جلد پھر کر کسی اور طرح کی انجیل کی طرف

---

[1] مرقس ۱۶:۱۵۔

مائل ہونے لگے مگر وہ دوسری نہیں۔ البتہ بعض ایسے ہیں جو تمہیں گھبرا دیتے اور مسیح کی انجیل کو بگاڑنا چاہتے ہیں لیکن اگر ہم یا آسمان کا کوئی فرشتہ بھی اس انجیل کے سوا جو ہم نے تمہیں سنائی کوئی اور انجیل سنائے تو ملعون ہو۔ جیسا ہم پیش تر کہہ چکے ہیں ویسا اب میں پھر کہتا ہوں کہ اس انجیل کے سوا جو تم نے قبول کی تھی اگر کوئی تمہیں اور انجیل سناتا ہے تو ملعون ہو[عہ۱]

اس کے بعد پولوس ان راسخ الاعتقاد لوگوں کو کوستا ہے جو اس کی انجیل کے مخالف تھے چنانچہ کہتا ہے کہ مجھے ان کی مخالفت کی پرواہ نہیں ہے اور میں ان کو خوش نہیں کرنا چاہتا۔[عہ۲]

اس کے بعد کہتا ہے کہ تمہارا یہ خیال غلط ہے کہ میں نے یہ انجیل خود ہی گھڑلی ہے بلکہ یہ انجیل تو مجھے الہام کے ذریعہ سے حاصل ہوئی ہے لکھتا ہے اے بھائیو! میں تمہیں جتائے دیتا ہوں کہ جو انجیل میں نے سنائی وہ انسان کی سی نہیں کیوں کہ وہ مجھے انسان کی طرف سے نہیں پہنچی اور نہ مجھے سکھلائی گئی بلکہ یسوع مسیح کی طرف سے مجھے اس کا مکاشفہ ہوا۔[عہ۳]"

لیکن ناظرین کرام کو حیرت ہوگی کہ سینٹ پال کے نزدیک نیکی کی خاطر جھوٹ بولنا جائز ہے اور ایک یہودی المذہب شخص کے لیے عیسائیت کو مسخ کرنے اور اس کی تعلیمات کو بگاڑنے سے بڑی نیکی اور کیا ہوسکتی ہے؟ چنانچہ پولوس اپنے خط بنام رومیوں میں لکھتا ہے

"اگر ہماری ناراستی خدا کی راستبازی کی خوبی کو ظاہر کرتی ہے تو ہم کیا کہیں ... اگر میرے جھوٹ کے سبب سے خدا کی سچائی اس کے جلال کے واسطے زیادہ ظاہر ہوتی تو پھر کیوں گناہگار کی طرح مجھ پر حکم دیا جاتا ہے"[عہ۴]

یہی وجہ ہے کہ جدید عیسائی محققین، ٹوبنگن اسکول آف تھاٹ کے پیشوا ایک جرمنی عالم فرڈیننڈ بائبل کے اس فیصلہ کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ عہد جدید کی کتابیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پاکیزہ تعلیمات کی بجائے زیادہ تر سینٹ پال کے خیالات کا آئینہ ہیں اور گویا رومہ کے بھیڑیے نے ناصرہ کے برّہ کی کھال اوڑھ لی ہے یعنی پولوسیت عیسائیت کی شکل میں نمودار ہوئی ہے۔"[عہ۵]

الغرض اصلی انجیل کی موجودگی کے بارے میں میں اتنا عرض کر دینا کافی سمجھتا ہوں کہ تمام عیسائی علماء اس بات کے مدعی ہیں کہ موجودہ اناجیل کے مصنفین کے سامنے ایسے ماخذ ضرور موجود تھے جن کو توڑ موڑ کر اناجیل تصنیف کی گئی ہیں چنانچہ پادری برکت اللہ اس سلسلہ میں ایک قدیم صحیفہ "رسالہ کلمات" کا بار بار نام لیتا ہے اور اس کو اناجیل کا ماخذ قرار دیتا ہے[عہ۶]

اسی طرح ڈاکٹر ہارن جو اناجیل کا مفسر ہے اپنی تفسیر کی چوتھی جلد میں اس قسم کے ایک عبرانی صحیفہ کا ذکر کرتا ہے جو ان اناجیل کے وجود میں آنے سے بیشتر موجود تھا اور پھر مفقود ہو گیا نیز فاضل نورٹن اپنی کتاب "علم الاسناد" [عہ۷] کے

عہ۱ گلتیون ۱: ۶-۱۰ عہ۲ ایضاً ۱: ۱۰ عہ۳ گلتیون ۱: ۱۲ عہ۴ رومیون ۳: ۵ و ۶ عہ۵ تاریخ مذاہب از سید احمد ص ۲۷-۳۷ و تاریخ صحف سماوی از نواب علی ص ۲۳ عہ۶ قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ ۔ ۷ باب ۵ عہ۷ مطبوعہ بوسٹن ۱۸۳۷ء

دیباچہ میں اکھارن کا قول نقل کرتا ہے جس میں ایک ایسے قدیم صحیفہ کا ذکر کیا گیا ہے جو ابتدائے ملت مسیحی میں موجود تھا اور پھر گم ہو گیا۔
اور یہ حقیقت ہے کہ یہی اصلی انجیل تھی جو گم ہو گئی یا گم کر دی گئی۔
بحمد اللہ مذکورہ بالا حوالوں کے پیش نظر یہ دعوی غلط ثابت ہو گیا کہ تاریخ اصلی انجیل کی نشان دہی کرنے سے خاموش ہے۔

اصلی انجیل کی گم شدگی کی وجہ :

موجودہ اناجیل کو ایسے سرگرم اور جوشیلے مبلغ مل گئے جنہوں نے رات دن ایک کر کے ان اناجیل کو ساری دنیا میں پھیلا دیا اور ان اناجیل کی خدمت و اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آہستہ آہستہ اصلی انجیل (رسالہ کلمات) اس دنیا سے ناپید ہوتی چلی گئی اور ان موجودہ اور مروجہ اناجیل ہی کو رواج اور مقبولیت حاصل ہو گئی۔ ان لوگوں کا یہ خیال تھا کہ چونکہ جو کچھ اصلی انجیل کے اندر موجود تھا وہ سب کچھ ایک حسین ضبط اور موزوں ترتیب کے ساتھ ان اناجیل میں موجود ہے اس لیے ہمیں اس اصلی انجیل (رسالہ کلمات) کی حفاظت و اشاعت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں موجودہ اناجیل کے رواج کا ایک عظیم سبب ان کا عقیدہ کفارہ پر مشتمل ہونا بھی قرار دیا جا سکتا ہے کیوں کہ بقول پادری برکت اللہ کے "جن غیر اسرائیلی اقوام نے مسیحیت کو قبول کیا تھا ان کا مقصد مسیحیت کو اختیار کرنے سے محض یہی تھا کہ کسی طرح ہماری نجات کا کوئی سامان پیدا کر دیا جائے۔ ان لوگوں کو خدا کے احکام پر چلنے اور شریعت کی پیروی کرنے سے مطلق سروکار نہ تھا بلکہ وہ تو فقط اپنے گناہوں سے نجات پانے کے طالب تھے اور بس" [۱] چنانچہ انہوں نے ان لوگوں کے لیے موجودہ اناجیل عقیدۂ کفارہ پر مشتمل ہونے کی وجہ سے خاص جاذبیت اور کشش کی حامل تھیں چنانچہ انہوں نے ان اناجیل کو اپنے سینوں سے لگا لیا اور اصلی انجیل کو پس پشت ڈال دیا۔

مزید یہ ان اصلی انجیل کی گم شدگی کی وجہ دجیہہ یروشلم کی تباہی اور مسیحی کلیسیا کی بربادی اور پراگندگی بھی ہو سکتی ہے چنانچہ پادری برکت اللہ لکھتے ہیں "لیکن یروشلم کی تباہی نے نقشہ پلٹ دیا تب علماء یہود نے اناجیل کے خلاف فتوے صادر کر دیے اور مسیحی کتابوں کو تباہ کر دیا کیوں کہ ان کو نہ صرف یہ اختیار حاصل تھا بلکہ ان میں ایسا کرنے کی قدرت بھی تھی" [۲]

موجودہ اناجیل .

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے رفع الی السماء کے کچھ عرصہ بعد جب پولوس کی کوششوں سے عیسائیت غیر یہود میں پھیلی اور یہود اور جنٹائلز کے درمیان کشمکش شروع ہوئی اور مختلف فرقے

---

[۱] قدامت و اصلیت ج ۱ حصہ ۱ باب ۲ ۲۔۳ [۲] کتاب مذکور ج ۲ باب ۵ ص ۲۸۱۔

رونما ہو گئے تو ان لوگوں میں اپنے اپنے طور پر کتابیں اور انجیلیں تصنیف کرنے کا شوق پیدا ہوا چنانچہ انہوں نے تن دہی سے اس کام کو شروع کیا اور ابتدائی سالوں میں ہی ان کے ہاں متعدد اناجیل پیدا ہو گئیں لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اس زمانہ میں اناجیل کی وہ حیثیت نہیں تھی جو اس وقت سمجھی جاتی ہے چنانچہ موسیو رینان لکھتے ہیں "ابتداءً اناجیل کی حیثیت بالکل انفرادی تھی اور سند کے اعتبار سے ان کا درجہ روایت سے بھی بہت کم تھا[عطہ]"

ان اناجیل کی تعداد بڑھتے بڑھتے بعض روایات کے مطابق ڈیڑھ سو تک پہنچ گئی جن کو مقبول بنانے کے لیے اناجیل کا نام دے دیا گیا[عطہ] لیکن انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کی تحقیق کی رو سے ابتدائی زمانہ میں ۳۴ اناجیل کا پتہ چلتا ہے جو عام طور پر مشہور تھیں، ذیل میں ہم ان اناجیل کی فہرست ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

(۱) انجیل طفولیت از متی (۲) انجیل پطرس (۳) انجیل یوحنا (۴) انجیل دوم یوحنا (۵) انجیل اندریاہ (۶) انجیل فلپ (۷) انجیل بارتھالومی (۸) انجیل توما (۹) انجیل اول و دوم از توما (۱۰) انجیل یعقوب (۱۱) انجیل نیقودیمار (۱۲) انجیل مسمی آنہ (۱۳) انجیل مرقس مصری (۱۴) انجیل مرقس مروجہ (۱۵) انجیل برناباس (۱۶) انجیل لوتار (۱۷) انجیل متی (۱۸) انجیل تھی ڈائس (۱۹) انجیل پال (۲۰) انجیل بسی لیڈس (۲۱) انجیل سرنتھس (۲۲) انجیل ابیانی (۲۳) انجیل یہودیہ (۲۴) انجیل جوڈ (۲۵) انجیل مارشین (۲۶) انجیل ناصرین (۲۷) انجیل ٹاٹیان (۲۸) انجیل ولن ٹینس (۲۹) انجیل سی تھینس (۳۰) انجیل اپلیس (۳۱) انجیل انکار ٹیٹس (۳۲) انجیل ولادت مریم (۳۳) انجیل جوڈاس (۳۴) انجیل کاملیٹ۔

اناجیل کی اصلی زبان۔

اکثر عیسائی علماء کے نزدیک رسوائے انجیل یہودیہ کے باقی تمام اناجیل کی اصلی زبان یونانی تھی کیوں کہ اگر ان اناجیل کی اصلی زبان یونانی کی بجائے ارامی یا عبرانی ہوتی تو ان آرامی یا عبرانی اناجیل کا کوئی نہ کوئی نسخہ ضرور مل جاتا یا کم از کم کوئی مصنف اس نسخہ کا ذکر ہی کر دیتا لیکن حیرت ہے کہ قدیم سے قدیم نسخے بھی آرامی یا عبرانی زبان میں نہیں ہیں بلکہ ان کی زبان خالص یونانی ہے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ ان اناجیل کے ماخذ (مثلاً رسالہ کلمات) آرامی زبان میں ہوں یا ان اناجیل کے مصنفین یونانی اور ارامی دونوں زبانوں سے واقفیت رکھتے ہوں اور اس سبب سے وہ بعض اوقات ارامی تراکیب و محاورات کو استعمال کر دیتے ہوں لیکن محض اتنی سی بات ان کے ارامی اللسان ہونے کی شہادت قرار نہیں دی جا سکتی۔

اس نظریہ کے برخلاف ۱۸۹۱ء میں جے ٹی مارشل نے ایک اور نظریہ پیش کیا اور دعوے کیا کہ اناجیل کی اصلی زبان آرامی تھی، دیگر عیسائی محققین کی طرح پروفیسر سی سی ٹوری بھی اس بات کا شدت سے دعوے کرتا ہے کہ یہ اناجیل دراصل آرامی زبان میں لکھی گئی تھیں اور وہ اپنی تائید میں ان محاورات اور تراکیب کو پیش کرتا ہے جو اس کے نزدیک ارامی زبان کا خاصہ ہیں اس

عطہ انٹروڈکشن از ہارن مطبوعہ لندن ۱۸۲۵ء ج ۱ ص ۴۹۴ نیز ابو کریفل نیوٹسمنٹ مطبوعہ لندن ۱۹۲۰ء عطہ مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں۔

نظریہ کے مطابق اصلی اناجیل اب ناپید ہو چکی ہیں اور اس وقت دنیا میں ان کے محض یونانی تراجم ہی موجود ہیں۔ افسوس کا مقام ہے کہ چونکہ اس وقت اصلی آرامی اناجیل دنیا میں موجود نہیں ہیں اس لیے اس بات کی کوئی قطعی شہادت پیش نہیں کی جا سکتی کہ واقعی موجود یونانی تراجم اصلی آرامی اناجیل کے مطابق ہی ہیں مزید افسوس اس بات پر ہے کہ کسی کو یونانی مترجمین کے نام تک معلوم نہیں اور نہ ہی یقینی طور پر یہ معلوم ہے کہ یہ تراجم کس سن میں کئے گئے؟

موجودہ اناجیل کا انتخاب کیسے عمل میں آیا۔

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ اناجیل کی تعداد بڑھتے بڑھتے کم از کم ۴۰ تک پہنچ چکی تھی اور مختلف الخیال فرقوں میں سے ہر فرقہ نے اپنی اپنی ایک الگ انجیل تصنیف کر رکھی تھی چنانچہ آئے دن ان میں جھگڑے اور فساد برپا ہوتے رہتے تھے اس لیے اس وقت اس چیز کی ضرورت پیش آئی کہ ان مختلف اناجیل میں سے بعض انجیلوں کو منتخب کر کے انہیں جبری طور پر تمام لوگوں سے تسلیم کرایا جائے لہذا اس مقصد کے لیے نیقیہ کے مقام پر ایک مشہور کونسل منعقد ہوئی جس کو COUNCIL OF NICAEA کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یوں تو مختلف مسائل کو حل کرنے کے لیے آئے دن عیسائیوں کی کونسلیں منعقد ہوتی رہتی ہیں جن میں عہدنامہ کی کتب میں موزوں حذف و اضافہ اور مناسب ترامیم کرنے کا مقدس فریضہ بھی انجام دیا جاتا ہے لیکن اس پہلی کونسل کو ایک خاص حیثیت اور بہت بڑی اہمیت حاصل ہے اس کونسل میں جہاں تثلیث، ابنیت و الوہیت مسیح علیہ السلام اور دیگر عقائد کو جزو مذہب قرار دیا گیا وہاں مختلف اناجیل کی کثرت پر پریشانی کا اظہار کرتے ہوئے ان میں سے بعض کو منتخب کر کے انہیں الہامی قرار دینے کا بھی فیصلہ عمل میں آیا۔

یہ کونسل شہنشاہ قسطنطین کی زیر صدارت منعقد ہوئی اور اس میں سلطنت روما کے اطراف و اکناف سے دو ہزار اڑتالیس مندوبین نے شرکت کی لیکن گفت و شنید کے دوران اراکین مجلس نے اس قدر ہڑبونگ اور ادھم مچایا کہ شاہ قسطنطین اعظم نے مجبوراً ۱۷۳۰ اراکین کو مجلس سے باہر نکال دیا بقیہ ۳۱۸ اراکین بھی کسی فیصلہ پر متفق نہ ہو سکے اور نہ ہی یہ طے پا سکا کہ مختلف فرقوں کی اناجیل میں سے کسے باقی رکھا جائے اور کسے مسترد کر دیا جائے بالآخر انہوں نے تمام اناجیل کو فرش پر بکھیر دیا اور کمرے سے نکل گئے دوسرے دن آکر دیکھا تو کچھ انجیلیں اور کچھ خطوط میز کے اوپر رکھے ہوئے تھے اور باقی بدستور فرش پر بکھرے پڑے تھے چنانچہ میز پر رکھے ہوئے رسائل کو صحف آسمانی قرار دے دیا گیا اور باقی کو مسترد کر دیا گیا۔ الغرض اس مضحکہ خیز اور انتہائی عجیب و غریب طریقہ سے موجودہ چار اناجیل مرقس، متی، لوقا اور یوحنا کا انتخاب عمل میں آیا۔ اب ہم چار اناجیل کے متعلق مجموعی طور پر کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

اناجیل میں کیا ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا وہ زمانہ جس میں آپ نے لوگوں کو خدا کی طرف بلانے کا فریضہ انجام دیا فقط تین سال ہے کیونکہ جب آپ نے تبلیغ کا آغاز کیا تو اس وقت آپ کی عمر تقریباً تیس برس کی تھی اور جس وقت آپ کا رفع الی السماء ہوا اس وقت آپ کی عمر تقریباً ۳۳ برس تھی لیکن حیرت ہے کہ موجودہ اناجیل کے اندر اس پورے زمانہ تبلیغ کے حالات تو کجا بمشکل چالیس دنوں کے بعض چھوٹے بڑے واقعات کے علاوہ کچھ مذکور نہیں جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تین سالہ تبلیغی زندگی کے فقط دسویں حصے کا ہمیں مشکل سے علم حاصل ہو سکا ہے اور آپ کی زندگی کے بقیہ تمام حصے اور گوشے پردۂ خفاء میں پڑے ہوئے ہیں۔

اناجیل اربعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت آپ کے چند مضامین کچھ تمثیلیں اور چند ایک حکمت کی باتیں متعدد مقامات کی طرف آمد و رفت چند معجزات اور آخر میں صلیبی واقعات کو ذکر کرنے پر اکتفا کر لیتی ہیں اور یہ سب کچھ اس انداز سے بیان کرتی ہیں کہ گویا جو کچھ مصنفین کو یاد تھا انہوں نے اسے حافظہ کی مدد سے بیان کر دیا ہے اور اس بات کا مطلق خیال نہیں رکھا کہ ایک واقعہ سے دوسرا واقعہ کس طرح رونما ہوا اور دوسرے واقعہ کا تیسرے واقعہ سے کیا تعلق ہے یا آپ کی ذہنی اور روحانی زندگی نے کس طرح بتدریج ترقی کی تا کہ آپ کے باطنی خیالات اور روحانی جذبات اور مختلف حرکات کا پتہ چل سکے۔

اناجیل کے مصنفین۔

اناجیل کے مصنفین کی علمی قابلیت اور ذہنی صلاحیت کے بارے میں کافی اختلاف ہے مورخ سیلی SEELEY اپنی کتاب ایکسی ہومو ECCE HOMO میں لکھتا ہے کہ آپ کے رسول ایسے تخلیقی دماغ اور ذہن رسا رکھتے ہی نہ تھے کہ وہ ان باتوں کو خود ہی گھڑ سکتے وہ صرف معمولی سوجھ بوجھ کے انسان تھے بلکہ سچ پوچھو تو وہ اس قابل ہی نہ تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کلمات کی گہرائیوں کو پا سکیں بلکہ بعض اوقات تو وہ آپ کے اقوال کے سطحی مطلب کو بھی سمجھنے سے قاصر رہتے تھے

لیکن اس کے برخلاف پادری برکت اللہ لکھتا ہے کہ اناجیل کا سرسری مطالعہ بھی ہم پر یہ واضح کر دیتا ہے کہ ان کے مصنف حضرت عیسیٰؑ کی سیرت نگاری کا کام سرانجام دینے کی پوری پوری استعداد اور قابلیت رکھتے تھے یہ مصنف ان تمام صفات کے حامل تھے جو کسی اعلیٰ سیرت نگار کے لیے لازمی ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی تصانیف دو ہزار سال کے بعد روز اول کی طرح اب بھی ویسی ہی جاذب توجہ ہیں[1] ایک دوسرے مقام پر پادری مذکور لکھتا ہے کہ انجیل مرقس کا مصنف نہ صرف ماخذوں کو سلسلہ وار ترتیب دینے والا ہے بلکہ وہ اختراعی قابلیت رکھنے والا انسان ہے جس کی تخلیقی قوت نے ایک نئی راہ

---

[1] قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ

بنیاد ڈالی ہے ایک تیسرے مقام پر انجیل لوقا کے متعلق لکھتا ہے کہ اس کتاب کا لکھنے والا ایک نہایت قابل مصنف ہے جو فنون لطیفہ میں مہارت تامہ رکھتا ہے وہ اعلیٰ ترین انشاء پرداز بھی ہے۔ اسی طرح ایک چوتھے مقام پر انجیل یوحنا کے مصنف کے بارے میں رقم طراز ہے کہ وہ یونانی فلسفہ اور یونانی مائل بہ وحدت کے فلسفیانہ خیالات، تصورات اور تاویلات سے ویسا ہی بخوبی واقف ہے جیسا کہ وہ عہد عتیق کی کتابوں سے واقف ہے اور وہ ایک زبردست عالم اور منطقی ہے۔ مندرجہ بالا اقتباسات سے ہم حسب ذیل نتائج اخذ کر سکتے ہیں۔

(۱) اناجیل کے مصنفین حضرت عیسیٰؑ کے شاگردوں میں سے نہیں کیونکہ شاگردان پڑھ اور "ناواقف" تھے لیکن اناجیل کے مصنفین زبردست عالم تھے۔

(۲) چونکہ اناجیل کی اصلیت کی بناء ان کے مصنفین کے ان پڑھ ہونے پر رکھی گئی تھی اور وہ بناء اب غلط ثابت ہو چکی ہے لہٰذا انجیل کا اصلی اور قدیم ہونا بھی غلط ثابت ہو گیا۔

(۳) اناجیل کے مصنفین اختراعی اور تخلیقی صلاحیتوں کے مالک تھے اور انہوں نے ان اناجیل کی تصنیف میں اپنے اختراع اور اپنی تخلیق کا مظاہرہ بھی کیا ہے۔

(۴) اناجیل کے بعض مقامات اس قسم کے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ ان کے مصنفین ان پڑھ اور "ناواقف" تھے چنانچہ مورخ سیلی ان کو سادہ لوح اور کم فہم قرار دیتا ہے لیکن بعض مقامات ایسے بھی ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ ان کے مصنفین اعلیٰ پایہ کے عالم تھے جیسا کہ پادری برکت اللہ نے ثابت کیا ہے

(۵) اناجیل کے مصنفین کوئی خاص معین اشخاص نہیں ہیں بلکہ مختلف صلاحیتوں اور قابلیتوں کے مالک افراد یکے بعد دیگرے اور وقتاً فوقتاً ان کی تصنیف و تالیف میں حصہ لیتے رہے ہیں۔

اب ہم مختصر طور پر اناجیل اربعہ میں سے ہر ایک پر تھوڑا سا تبصرہ کرنا چاہتے ہیں۔

انجیل مرقس :-

محققین کی رائے کے مطابق سب سے قدیم انجیل یہی ہے یہ انجیل سولہ ابواب اور ۶۷۸ آیات پر مشتمل ہے اس انجیل کا آغاز یوحنا اصطباغی کی منادی اور اس کے بپتسمہ سے ہوتا ہے اس انجیل میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی بعثت کی تین سالہ زندگی کا ذکر تین سو گیارہ آیات میں کیا گیا ہے لیکن صرف آخری ہفتہ کے واقعات کا ذکر تین سو پینتالیس آیات میں پایا جاتا ہے اس انجیل کے متعلق پے پیس کہتے ہیں کہ "مرقس نے حضرت عیسیٰؑ کے تمام اقوال و افعال جو کچھ اس کے حافظہ میں تھے قلم بند کر لیے لیکن ان میں ترتیب کا خیال نہیں رکھا[1]

---

[1] انسائیکلوپیڈیا مذہب و مذاہب ۲۴۵

اس انجیل میں یہودی رسومات کی تفصیل اور آرامی الفاظ کی تشریح سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ کتاب غیر یہود کے لیے لکھی گئی تھی یہ انجیل ایک باقاعدہ کتاب کی بجائے ایک تقریباً سے زیادہ مشابہت رکھتی ہے اس انجیل کے آخری باب کے متعلق جیروم نے تصریح کی ہے کہ وہ الحاقی ہے[1]

اس کا مصنف :-

اس انجیل کا مصنف مرقس ہے یوسی بس نے اپنی کتاب تاریخ کلیسا کتاب سوم میں لکھا ہے کہ مرقس یونان کا رہنے والا ایک یہودی الاصل شخص تھا اور بشپ پے پیش PAPIAS کی روایت کے مطابق یہ نہ تو حضرت عیسی علیہ السلام کا شاگرد تھا اور نہ ہی اس نے ان کی باتیں سنی تھیں[2] یہ پہلے پال PALL اور برنباس کے ساتھ رہا پھر پطرس PETER کی رفاقت اختیار کر لی پطرس کے قتل کے بعد اس نے یہ کتاب شہر روم میں ۶۳ء یا ۶۵ء کے لگ بھگ تصنیف کی یہ ۶۸ء میں اسکندریہ کے قید خانہ میں بت پرستوں کے ہاتھوں قتل ہوا۔

انجیل متی

قدیم عیسائی علماء کا خیال یہ تھا کہ سب سے پہلی انجیل یہی ہے لیکن اب یہ خیال غلط قرار دیا جا رہا ہے یہ کتاب حضرت عیسی علیہ السلام کے نسب نامہ سے شروع ہوتی ہے اور ۲۸ ابواب اور ایک ہزار اکہتر آیات پر مشتمل ہے۔

انجیل مرقس کی نسبت انجیل متی کا انداز تحریر زیادہ سلجھا ہوا اور اسلوب بیان زیادہ شستہ ہے انجیل متی درحقیقت انجیل مرقس ہی کی ترقی یافتہ صورت ہے جو جامعیت و اختصار کے ساتھ مزید تشریحات و تفصیلات کو بھی اپنے اندر لیے ہوئے ہے البتہ بعض مقامات پر متی نے مرقس سے اختلاف بھی کیا ہے کیوں کہ متی کے پیش نظر سینٹ مرقس کی لغزشوں کا ازالہ اور اس کی فروگذاشتوں کی اصلاح بھی ایک اہم مقصد کی حیثیت سے مطلوب تھے۔

اس کا مصنف :-

اس انجیل کا مصنف متی MATHEW ہے جس کے حالات زندگی پر گہرا پردہ پڑا ہوا ہے عہد نامہ میں اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا محققین کا خیال ہے کہ جس کتاب "رسالہ کلمات" کا مؤلف متی تھا وہ اسی زمانہ میں ہی ضائع ہو گئی۔ اب جو کچھ باقی ہے اس کے مصنف نے اپنا نام ظاہر نہیں کیا، لیکن عام لوگ اس کو متی حواری ہی کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ متی کی طرف سے پہلے اس انجیل کو PAPIES نے منسوب کیا

---

[1] اظہار الحق از حضرت سیدی مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی رضی اللہ عنہ۔ [2] قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ ج ۱ ص ۹۵

اس انجیل کا سن تصنیف

اس انجیل کے سن تصنیف کے بارے میں شدید اختلاف ہے بعض لوگوں کے نزدیک یہ انجیل ۶۱ء اور ۶۵ء کے درمیانی عرصہ میں لکھی گئی۔ اگر یہ روایت صحیح ہو تو سب سے قدیم انجیل یہی ہو گی لیکن پروفیسر ھارنک نے اپنی کتاب "عیسائیت کیا ہے"؟ میں دعویٰ کیا ہے کہ اس کا زمانہ تصنیف ۸۰ء تا ۱۵۰ء کا زمانہ ہے۔ بہرحال اس کا زمانہ تصنیف ۶۱ء ہو یا ۱۵۰ء تاریخ کے صفحات میں اس کا نشان ۱۷۰ء سے قبل نہیں ملتا [1]

انجیل لوقا

لوقا اپنی انجیل کو یوحنا اصطباغی کی پیدائش کے تذکرہ کے ساتھ شروع کرتا ہے اور ابتدائی سطروں میں اس بات کی طرف بھی اشارہ کرتا جاتا ہے کہ میری کتاب سے پہلے بھی کئی ایک کتابیں اس سلسلہ میں لکھی جا چکی ہیں لیکن وہ مؤثر انداز پہ اور ایک خاص ربط و ضبط کے ساتھ نہیں لکھی گئیں اس لیے ایک باضابطہ اور باترتیب کتاب کے لکھنے کی ضرورت باقی تھی جس کو میں پورا کر رہا ہوں۔

سینٹ لوقا چوں کہ خود یونانی الاصل تھا اس لیے اس نے اپنی انجیل میں ان امور کو بیان کرنے سے حتی المقدور گریز کیا ہے جن سے یہ ثابت ہوتا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے ساتھ خاص ہے حالانکہ مرقس اور متی کے اندر اس قسم کی تصریحات واضح طور پر موجود ہیں۔ نیز چوں کہ لوقا ایک طبیب تھا اس لیے اس نے ان باتوں کو بڑے موثر اور تفصیلی انداز میں بیان کیا ہے جن میں امراض، دکھ، درد نیز سکون قلب، طمانینت روح، خوشی، محبت اور امید کا ذکر تھا مرقس اور متی کے برخلاف لوقا کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نجات دہندہ ہونے اور لوگوں کو گناہوں سے خلاصی دلوانے کی خاطر خود سولی پر چڑھ جانے کی طرف بھی اشارہ پایا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں انجیل مرقس اور انجیل متی میں یروشلم کی تباہی کا ذکر اس طور سے کیا گیا ہے جس سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ اس تباہی کا انتظار کیا جا رہا ہے اور لوگوں کو اس مصیبت کے لیے تیار رہنے اور جاگتے رہنے کی تلقین کی جا رہی ہے لیکن انجیل لوقا کے اندر یروشلم کی بربادی کا تذکرہ اس طرح پر ہے کہ گویا صبر اور استقامت کی نصیحتیں کی جا رہی ہیں اور انہیں بتایا جا رہا ہے کہ ثابت قدم رہو یہ مصیبت جلد ہی دفع ہو جائے گی۔

یہ حقیقت ہے کہ لوقا نے مرقس کی انجیل کو اپنی کتاب کا ماخذ بنایا ہے اور کافی حد تک اس سے استفادہ کیا ہے لیکن متی کی طرح فقط اس کی تشریح و توضیح اور تصحیح پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اپنے مقصد کے تحت ایک الیہ رنگ اختیار کیا ہے اور اپنی کتاب کو ایک ایسے رخ کی طرف پھیرا ہے جو اس کے سبب تصنیف (یعنی یونانیوں کو مسیحیت کی طرف دعوت دینے) کے ساتھ پوری طرح

---

[1] مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں (بحث عیسائیت)

مناسبت رکھتا تھا۔ یہ انجیل ۲۴ ابواب اور ۱۱۵۱ آیات پر مشتمل ہے اس انجیل کے اندر مرقس کی ۶۷۸ آیات میں سے ۵۵۰ آیات موجود ہیں۔

پروفیسر برکت کے قول کے مطابق اس انجیل کا زمانہ تصنیف پہلی صدی کے آخر یعنی سنہ ۸۰ء یا سنہ ۹۰ء کے لگ بھگ ہے۔

جیروم کہتا ہے کہ بعض متقدمین عیسائی اس بات کے قائل ہیں کہ لوقا کی انجیل کے ابتدائی دو باب الہامی نہیں ہیں بلکہ الحاقی ہیں[علہ] اور یہ فرقہ مارسیون کے نسخہ میں بھی موجود نہیں ہیں نیز مشہور عیسائی عالم اکھارن لکھتا ہے کہ لوقا کی انجیل کے باب ۲۲ کی آیات ۴۳ اور ۴۴ الحاقی ہیں وہ یہ بھی کہتا ہے کہ اس کتاب میں غلط بیانی اور شاعرانہ مبالغہ سے کام لیا گیا ہے[عشہ]۔ موسیو رینان انجیل لوقا کے متعلق لکھتے ہیں کہ اس انجیل کی تاریخی حیثیت بہت کمزور ہے یہ صحیفہ ہم تک دوسرے ہاتھوں سے پہنچا ہے۔ . . . . اس میں کئی فقرے موڑے توڑے ہوئے اور مبالغہ آمیز ہیں اسے یروشلم کے ہیکل کے متعلق بھی صحیح اندازہ نہیں۔

اس انجیل کا مصنف :۔

لوقا LUKE ایک غیر یہودی یونانی الاصل شخص تھا اور اطالیہ کا باشندہ تھا ابتداء میں طبابت اس کا پیشہ تھا حتی کہ پولوس نے اسے محبوب طبیب کا لقب دیا تھا لوقا پولوس کا شاگرد اور رفیق کار تھا اور پہلے پہل پولوس کے ساتھ اس کی واقفیت پولوس کی روم میں اسیری کے زمانہ میں ہوئی اور پھر آخری ایام تک وہ اس کے ساتھ رہا۔ لوقا نہ صرف انجیل سوم کا مصنف ہے بلکہ رسولوں کے اعمال جو عہد نامہ جدید کا ایک حصہ ہے وہ بھی اسی کی تصنیف ہے

لوقا LUKE نہ تو حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شاگرد رہے اور نہ ہی اس نے کبھی انہیں دیکھا۔

انجیل یوحنا :۔

یوحنا اپنی انجیل کو ابتدائے آفرینش سے بھی ماقبل کے تذکرہ سے شروع کرتا ہے اس انجیل کے ۲۱ ابواب اور ۸۷۹ آیات ہیں یہ انجیل بقیہ تینوں انجیلوں سے مضامین اور اسلوب بیان کے لحاظ سے بالکل مختلف اور جداگانہ ہے پہلی تینوں انجیلوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات مختصر، سادہ اور جامع جملوں کے اندر نہایت ناصحانہ انداز میں بیان کی گئی ہیں لیکن یوحنا کی انجیل میں نہایت مدلل اور طولانی تقاریر پائی جاتی ہیں جن کا موضوع بجائے آسمانی حکومت کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شخصیت ہے، مزید یہ کہ اس میں فلسفہ یونان کے گہرے اور واضح اثرات موجود ہیں بالخصوص یہودی فلاسفر فائلو PHILO اور سکندریہ کے نوافلاطونی فلسفیوں کے خیالات کی آمیزش بہت ہے جس کی بہترین مثال اس انجیل کا ابتدائی فقرہ ہے جس میں حضرت عیسیٰؑ کو کلمہ LOGOS بتلایا گیا ہے "ابتداء میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا،،

علہ کتاب مذکور نیز تاریخ صحف سماوی از نواب علی عشہ مذاہب عالم کی آسمانی کتابیں ۱۲ عشہ کتاب مذکور ۱۲ منہ

سینٹ یوحنا نے اپنی انجیل میں واقعات اور حوادث کو ذکر کرنے کی طرف مطلق توجہ نہیں دی اس کا مقصد کسی بات کو من عن بیان کرنا نہیں ہے بلکہ وہ ہر حادثہ اور ہر واقعہ میں اپنے منشائ کے مطابق اس قسم کے مطالب و مفاہیم کو تلاش کرتا ہے جو اس کے خیال میں ان حوادث و واقعات کی تہہ میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور ان واقعات کی ایسی ایسی من گھڑت تأویلیں کرتا ہے جو معترضین کو خاموش کرنے کے لیے جواب کے طور پر ان کے سامنے پیش کی جا سکیں۔

انجیل یوحنا اور دیگر اناجیل کے مضامین و مطالب میں اس قدر بُعد اور ان کے اسلوب و انداز میں اس قدر واضح اور بیّن فرق ہے کہ موسیو رینان[علہ] اس بات کا اقرار کرنے پر مجبور ہو گیا کہ اگر مسیح نے ویسے ہی باتیں کی تھیں جیسے متی نے لکھا ہے تو یقیناً وہ (مسیحؑ) یوحنا کے مطابق باتیں نہیں کر سکتا تھا۔

یہ انجیل ۲۱ ابواب اور ۸۷۹ آیات پر مشتمل ہے۔

اس کا مصنف

اس انجیل کا مصنف اگرچہ حضرت عیسیٰؑ کے شاگرد یوحنا" JOHN " بتلایا جاتا ہے لیکن جدید تحقیقات نے اس امر کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ اس انجیل کا مصنف ایک اور یوحنا ہے جو افیوس واقع ایشیائے کوچک کا باشندہ تھا اور پہلی صدی کے اواخر میں گذرا ہے۔ عہد نامہ جدید میں اس انجیل کے علاوہ تین مکتوبات اور "مکاشفات" بھی یوحنا کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں اور یہ بات پورے وثوق اور پورے یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ جس کسی نے چوتھی انجیل اور مکتوبات لکھے ہیں وہ مکاشفات کا مؤلف ہرگز نہیں ہو سکتا کیونکہ ان کی زبان اور اسلوب بیان میں زبردست فرق ہے۔ مزید براں اس انجیل کے باب ۲۱ آیت ۲۴ میں لکھا ہے "یہ وہی شاگرد ہے جو ان باتوں کی گواہی دیتا ہے اور جس نے ان کو لکھا ہے اور ہم جانتے ہیں کہ اس کی گواہی سچی ہے،، "یہ وہی شاگرد ہے" سے مراد یوحنا ہے "جس سے یسوع محبت رکھتا تھا"، اور مصنف نے اس کو ضمیر غائب اور اسم اشارہ غائب کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اپنے بارے میں مصنف نے متکلم کا صیغہ استعمال کیا ہے کہ "ہم جانتے ہیں" جس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مصنف یوحنا حواری نہیں بلکہ یوحنا حواری کے علاوہ کوئی اور شخص ہے جس کو یوحنا حواری کی کوئی چھوٹی موٹی تحریر ہاتھ لگ گئی اور اس نے اس تحریر کو پیش نظر رکھ کر اپنی طرف سے یہ انجیل لکھ ماری۔ موسیو رینان اس انجیل کے بارے میں رقم طراز ہے کہ "میں کبھی یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ چوتھی انجیل تمام کی تمام گلیلی کے ماہی گیر (یوحنا حواری) کے قلم کی لکھی ہوئی ہے[عہ]

W.R INGE اپنی کتاب THE FALL OF THE IDOLS میں لکھتے ہیں "بہت کم علماء ایسے ہوں گے جو اس بات میں اختلاف کرتے ہوں کہ انجیل چہارم (یوحنا) ایشیائے کوچک کے کسی گم نام تصوف پسند نے ۹۵ء اور ۱۲۵ء کے درمیان لکھی تھی،" [عہ]

علہ کتاب مذکور عہ مذاہب عالم کی اسمانی کتابیں ۱۲

قدیم نسخے

اوراق گذشتہ سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصلی کلمات اور آپ کی حقیقی تعلیمات کا اکثر حصہ ضائع ہو چکا ہے چنانچہ آپ کی اصلی انجیل (رسالہ کلمات) اس دنیا میں موجود نہیں ہے علاوہ ازیں یہ سمجھ لینا بھی قرین عقل نہیں ہے کہ جو کچھ اناجیل اربعہ کے مصنفین نے قلم بند کیا تھا یا جو کچھ تنقیہ کی کونسل میں منتخب کیا گیا تھا وہ جوں کا توں اس وقت موجود ہے بلکہ مسیحی علماء بالاتفاق یہ تسلیم کرتے ہیں کہ عہد نامہ جدید کے اصلی نسخے سب معدوم ہو چکے ہیں اور اس وقت قدیم ترین نسخے فقط تین موجود ہیں (۱) نسخہ ویٹیکن (۲) نسخہ اسکندریہ (۳) نسخہ سینا۔ اور اس امر پر بھی تمام علماء کا اتفاق ہے کہ یہ قدیم ترین نسخے بھی چوتھی اور پانچویں صدی سے پیشتر کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ اب ہم ان تینوں نسخوں کا مختصر سا تعارف ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں۔

نسخہ ویٹیکن

یہ نسخہ کتب خانہ ویٹیکن واقع رومہ (اٹلی) میں چار پانچ سو برس سے موجود ہے پروفیسر ھگ اس کو چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہؤا بتاتے ہیں مگر بشپ مارش کہتے ہیں کہ نہیں یہ پانچویں صدی کے آخر کا لکھا ہؤا ہے اور مونٹ فاکن کی تحقیق اسے پانچویں یا چھٹی صدی کا لکھا ہؤا ثابت کرتی ہے۔ اس نسخہ میں عہد نامہ عتیق و جدید کی کتابیں یونانی زبان میں لکھی ہوتی ہیں لیکن مکمل نہیں ہیں بعض ابواب اور آیات مفقود ہیں۔ ہم ان میں سے چند بطور مثال پیش کرتے ہیں

(۱) کتاب پیدائش کے ابتدائی ۴۶ ابواب (۲) زبور ۱۰۵ سے ۱۳۷ تک (۳) مکتوب عبرانیان از باب ۹ تا آخر باب ۱۴ (۴) سینٹ پال کے مکتوب بنام تموتھی (۵) بنام طیطوس (۶) بنام فلیمس (۷) مشاہدات یوحنا ان کو پندرھویں صدی میں کسی نے مکرر لکھ کر شامل کر دیا ہے) (۸) انجیل مرقس باب ۱۶ کے آیات ۹ لغایت ۲۰

نسخہ اسکندریہ

یہ نسخہ "سرل لیوکر" کے پاس تھا جو قسطنطنیہ کا لاٹ پادری تھا اس نے ۱۶۲۸ء میں سر طاس رو کی معرفت یہ نسخہ چارلس شاہ انگلستان اول کو نذر کر دیا جو اب تک برٹش میوزیم BRITISH MUSEUM میں موجود ہے۔ اس نسخہ میں متی کی انجیل ابتدا سے لے کر باب ۲۵ آیت ۶ تک مفقود ہے اور انجیل یوحنا بھی باب ۶ آیت ۵۰ سے لے کر باب ۸ آیت ۵۲ تک موجود نہیں ہے اس نسخہ میں عہد عتیق کے اندر زبور سے پہلے ایک مکتوب اتھانی سیس بنام مارسی لینس زائد ہے۔ اس نسخہ کی تاریخ تحریر میں اختلاف ہے مگر اس قدر اتفاق ہے کہ یہ پانچویں صدی سے پیشتر کا لکھا ہؤا نہیں ہے۔

نسخہ سینا

یہ نسخہ روس کے سابقہ پایہ تخت پیٹرو گریڈ کے شاہی کتب خانہ کے اندر تھا جس کو پچھلے دنوں روسیوں نے انگلستان کے ہاتھوں فروخت کر دیا یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے اس نسخہ میں عہد عتیق جدید نیز اپوکریفہ (جعلی حصے) شامل ہیں لیکن مرقس کا آخری باب موجود نہیں ہے۔ یہ نسخہ چوتھی صدی عیسوی کا لکھا ہوا ہے۔

تراجم

عہد نامہ جدید کے ترجمے متعدد ہیں لیکن مندرجہ ذیل دو ترجمے زیادہ مشہور ہیں۔

(۱) شامی ترجمہ جو پشیتو یعنی لفظی کہلاتا ہے اور جس کی نسبت خیال ہے کہ دوسری صدی میں ہوا ہوگا لیکن اس کا قدیم ترین قلمی نسخہ پانچویں صدی کا لکھا ہوا ہے۔

(۲) دوسرا ترجمہ وہ ہے جو ۳۸۳ء میں جیروم نے یونانی زبان سے لاطینی زبان میں کیا یہ ترجمہ ولگیٹ (VULGATE) کے نام سے مشہور ہے امتداد زمانہ کے ساتھ اس ترجمہ VULGATE کے بے شمار نسخے بن گئے اور ان کے اندر اس قدر شدید اختلافات پیدا ہو گئے کہ ان اختلافات کو مٹا کر ایک متفق علیہ نسخہ تیار کرنے کے لیے سولویں صدی میں ٹرنٹ TRENT کے مقام پر ایک عظیم الشان کونسل منعقد کرنی پڑی اس کونسل میں یہ طے ہوا کہ چھ ارکان پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل کی جائے جو اس کام کو انجام دے PALLAVICINI کا بیان ہے کہ اس کمیٹی نے ایک طویل اپوسٹ پیش کی جس میں اغلاط و اختلافات کی لمبی چوڑی فہرست درج تھی اور بالآخر بڑی محنت اور جانفشانی کے بعد ایک نسخہ مرتب کیا لیکن وہ پوپ کو پسند نہ آیا بعد ازیں اس کے جانشین PIUS نے یہ کام علماء کی ایک مجلس کے سپرد کیا اور خود بھی بڑے جذب و شوق سے اس کام میں منہمک ہو گیا اس نے پریس میں بھیجنے سے پہلے اس نسخہ کو حرف بحرف خود پڑھا دوران طباعت اسے دوبارہ پڑھا اس کی تصحیح کی اور بالآخر اسے مستند قرار دے کر ۱۵۹۰ء میں اسے شائع کر دیا گیا لیکن ابھی یہ نسخہ شائع ہوا ہی تھا کہ معلوم ہوا کہ اس میں بہت سی غلطیاں رہ گئی ہیں چنانچہ اسے پھر واپس لے لیا گیا اور ۱۵۹۲ء میں اس سے زیادہ صحیح ایک اور نسخہ شائع کیا گیا ان دونوں نسخوں میں نمایاں اختلاف ہے اس کے بعد ۱۵۹۳ء میں ایک اور نسخہ شائع ہوا جو ۱۵۹۲ء والے نسخہ سے بھی مختلف تھا ڈاکٹر جیمس نے ان دونوں کا مقابلہ کیا تو ان میں تقریباً دو ہزار اختلافات نظر پڑے جن میں بعض آیات پوری کی پوری ایک دوسرے سے مختلف تھیں[عہ]

یہی ترجمہ VULGATE اس انگریزی ترجمہ کا ماخذ ہے جو شاہ جیمس کے زمانہ میں ۱۶۱۱ء میں شائع ہوا لیکن چونکہ اس وقت تک نسخہ اسکندریہ اور نسخہ سینا دریافت نہیں ہو چکے تھے اس لئے یہ ترجمہ ناقص تھا چنانچہ ان دو نسخوں کی دستیابی کے بعد

عہ تاریخ صحف سماوی اور مذاہب عالم کی اسمانی کتابیں ۱۲ منہ

۱۸۷۰ء میں کنٹربری Westminster کے مقام پر ۲۰ علماء کی ایک کانفرنس منعقد ہوئی جس میں فیصلہ کیا گیا کہ چونکہ پہلا ترجمہ ناقص ہے اس لیے ایک اور ترجمہ کیا جائے۔ چنانچہ اس کے بعد مکمل گیارہ سالہ کوششوں کے نتیجہ کے طور پر ایک اور ترجمہ ۱۸۸۱ء میں شائع ہوا جو تصحیح شدہ ایڈیشن Revised Edition کے نام سے موسوم ہے۔

حال ہی میں بائبل کا ایک جدید انگریزی ایڈیشن شائع کیا گیا ہے یہ ماڈرن انگلش میں ہے لیکن سابقہ ایڈیشنوں کی ایک خاص زبان تھی جسے بائبل زبان کہا جاتا تھا اس حقیقت سے کسی شخص کو بھی مجال انکار نہیں کہ بائبل کا ہر نیا ایڈیشن پہلے ایڈیشن سے کسی قدر مختلف اور ہر نئی زبان میں ترجمہ کسی اور زبان میں ترجمہ سے کسی قدر منفرد اور جداگانہ ہوتا ہے۔ آپ کو حیرت ہو گی کہ ڈاکٹر میل نے جب عہد نامہ جدید کے چند نسخے جمع کر کے ان کا موازنہ کیا تو تیس ہزار اختلافات شمار کئے اور ڈاکٹر گر بساخ نے مزید تحقیق کے بعد ڈیڑھ لاکھ اختلافات کی نشان دہی کر دی لیکن جان جیمس نے اس سے زیادہ تحقیق کی تو دس لاکھ اختلافات ابھر کر سامنے آ گئے [1]

اس قدر حیرت انگیز تغیر و تبدل اور ان گنت اختلافات کے باوجود کیا کوئی شخص تصور بھی کر سکتا ہے کہ موجودہ انجیل کو اصلی انجیل کے ساتھ کوئی ذرا بھر بھی مناسبت باقی رہ گئی ہے؟ پروفیسر جوڈ Joad اپنی کتاب Guide to Modern Wickedness میں سٹر بیون BEVAN کا قول نقل کرتا ہے کہ یہ سمجھنا بالکل حماقت ہے کہ آج جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ اسی طرح لفظاً لفظاً انہیں کا ہے۔"

اناجیل کی تعلیمات

اس امر میں تمام عیسائی یک زبان ہیں کہ اناجیل قرآن مجید کی طرح اللہ تعالےٰ کے احکام و فرامین اور اس کے ارشادات و کلمات پر مشتمل کوئی آسمانی صحیفے نہیں ہیں بلکہ وہ تو حضرت عیسیٰؑ کی سوانح حیات ہیں جن میں حضرت عیسیٰؑ کے معدودے چند حالات زندگی آپ کے چند مضامین چند معجزات اور چند انوکھے حادثات و واقعات کا ذکر ہے اور بس۔ زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی کرنا تو کجا اناجیل تو اپنے بنیادی عقائد تک کو واضح طور پر بیان کرنے سے قاصر ہیں چہ جائیکہ ان کو مکمل ضابطۂ حیات اور کامل دستور زندگی قرار دیا جا سکے۔ اناجیل کی تعلیمات پر تبصرہ کرتے ہوئے موسیو رینان لکھتا ہے "حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم میں عملی اخلاقیات یا شرعی قوانین کا کوئی سراغ نہیں ملتا صرف ایک مرتبہ شادی کے بارے میں آپ نے حتمی طور پر کچھ فرمایا اور طلاق کی ممانعت کی" اسی سلسلہ میں جوڈ Joad رقم طراز ہے سیاسی اور اقتصادی معاملات کے متعلق حضرت عیسیٰؑ کی تعلیم افسوسناک حد تک مبہم ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ مسیحی علماء سرمایہ داری، استعماریت، غلامی، جنگ، قید و بند (دشمنوں کو زندہ جلانا یا اور تکالیف دینا) غرضیکہ جس چیز کو چاہیں بلا دقت مسیحؑ کی تعلیم ثابت کر سکتے ہیں" Joad نے اپنی کتاب

---

[1] انسائیکلوپیڈیا آف ریلیجز اینڈ ایتھکس کا مضمون Bible اور انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا کا مضمون Gospel جلد ۱۰

The Annihilation of میں لکھتے ہیں کہ مادہ اور کائنات کی تخلیق و تعمیر کے متعلق مسیحیت کے نظریے غلط ہو سکتے ہیں لیکن خدا کے متعلق تصور اور اس کے طریق عبادت کے متعلق اس کی تعلیم غلط نہیں ہو سکتی" یعنی علم و عقل کی دنیا میں اناجیل کے بیان کردہ نظریات، موجودہ زمانہ کی تحقیقات و انکشافات کے پیش نظر مسترد کئے جا سکتے ہیں لیکن خدا کے متعلق اس کی تعلیم اٹل اور ناقابل تردید ہے، لیکن اس کے بالکل برعکس ایک دوسرا عیسائی محقق Robertson ... Dreams and ... خدا تعالے کے متعلق اناجیل کی تعلیم کے بارے میں جس نتیجہ پر پہنچا ہے وہ قابل غور ہے وہ لکھتا ہے "بائبل میں خدا کا تصور یکساں نہیں کہیں کچھ ہے اور کہیں کچھ اور یہ یقین کے ساتھ بتایا جا سکتا ہے کہ فلاں مقام پر کون سا غیر مسیحی اثر کار فرما ہے اور فلاں مقام پر کون"

غور فرمایئے خدا تعالے کے متعلق تعلیم جسے Paul Rosee نے قطعی اور یقینی بتلایا تھا مزید تحقیق کے مطابق یکسر خارجی اثرات کا مجموعہ بن کر رہ گئی اور تو اور خود حضرت عیسی علیہ السلام کی جو تصویر اناجیل پیش کرتی ہیں وہ بھی خدا کے اس جلیل القدر رسول کے شایان شان نہیں ڈاکٹر جوڈ Joad اناجیل کے باہمی تضاد کا ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے "لیکن جو چیز اس سے بھی زیادہ افسوسناک ہے وہ حضرت عیسیٰ کا وہ کریکٹر ہے جو اناجیل پیش کرتی ہیں"[1] اس کے بعد ڈاکٹر جوڈ نے مثالیں پیش کی ہیں جن کی رو سے حضرت عیسیٰ کی زندگی (جو اناجیل نے پیش کی ہے) خود ان کی اپنی تعلیم کے ہی خلاف جاتی ہے چنانچہ وہ آخر میں لکھتا ہے کہ Claude Montefiore نے صحیح لکھا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ پیار و محبت کی تعلیم دینے والے مسیح کی زندگی میں کوئی ایک واقعہ بھی ایسا مل جاتا جس سے ثابت ہوتا کہ انہوں نے اپنے مخالفوں اور دشمنوں سے کہیں بھی پیار و محبت کا سلوک کیا تھا"

اناجیل کی تاریخی غلط بیانی اور ان میں کمی و زیادتی

یہاں پر ہم اناجیل میں سے چند ایک ایسی مثالیں پیش کرنا چاہتے ہیں جن سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ اناجیل کے اندر کس قدر تاریخی غلطیاں موجود ہیں اور یہ کہ اناجیل کے مصنفین اصل واقعات سے کس طرح بے خبر اور ناواقف تھے۔ خوف طوالت کے پیش نظر ہم نہایت اختصار سے کام لیں گے لیکن اس سے یہ نہ سمجھ لینا چاہیے کہ فقط ایسی چند مثالیں اناجیل کے اندر پائی جاتی ہیں یا ہمیں صرف یہی چند مثالیں مل سکی ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر اس عنوان کے تحت لکھنے کی کوشش کی جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ یہ مثالیں ہم یہاں پر محض "مشتے نمونہ از خروارے" کے طور پر پیش کر رہے ہیں امید ہے کہ ناظرین کرام ان سے اناجیل کی حقانیت کا بخوبی اندازہ لگا سکیں گے۔

(۱) انجیل متی باب ۱۴ آیت ۳ میں ہے "کیونکہ ہیرودیس نے بھائی فلپس کی بیوی ہیرودیاس کے سبب سے یوحنا کو پکڑ کر باندھا اور قید خانہ میں ڈال دیا۔ اسی طرح مرقس باب ۶ آیت ۱۷ میں نیز لوقا باب ۳ آیت ۱۹ میں بھی اسی قسم کا مضمون پایا جاتا ہے"

---

[1] God and Evil

جس میں ہیرودیس کے بھائی کا نام فلپس بتلایا گیا ہے لیکن یہ تاریخی طور پر بالکل غلط ہے بلکہ ہیرودیس کے بھائی کا نام ہیرود تھا چنانچہ عیسائی دنیا کا ایک مایہ ناز اور قابل فخر عالم اور محقق ڈاکٹر ہارن اپنی تفسیر میں لکھتا ہے کہ "فلپس کا لفظ اناجیل کے اندر غلط ہے اور سہو کاتب پر محمول ہے لہٰذا اس کو ساقط کر دینا چاہیے جیسا کہ گریسباخ نے اس لفظ کو ساقط کر دیا ہے،"[۱۰] نیز عیسائی عالم اور مورخ یوسی بس نے بھی دلائل سے ثابت کر دیا ہے کہ ہیرودیس کے بھائی کا نام ہیرود تھا اور فلپس غلط ہے[۱۱]

اس غلطی کو سہو کاتب پر محمول نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ یہ لفظ تینوں انجیلوں کے اندر موجود ہے لہٰذا اس کو کاتب کی غلطی قرار دینا انتہائی ناانصافی اور نامعقولیت ہے۔ علاوہ ازیں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ یوسی بس، ڈاکٹر ہارن اور ڈاکٹر گریسباخ کس طرح الہامی کتابوں کے اس لفظ کو غلط قرار دے کر اسے انجیلوں سے مٹا دینے پر زور دے رہے ہیں اور اپنی الہامی کتابوں میں رد و بدل اور تغیر و تبدل سے بالکل نہیں شرماتے اور یہ حقیقت ہے کہ عیسائی حضرات کی یہی جرأت دوسرے اسباب کے ساتھ ساتھ اناجیل میں تحریف کا ایک عظیم سبب ثابت ہو چکی ہے۔

(۲) انجیل متی باب ۲۷ آیت ۹ میں ہے کہ "اس وقت وہ پورا ہوا جو یرمیاہ نبی کی معرفت کہا گیا تھا کہ جس کی قیمت ٹھہرائی گئی تھی انہوں نے اس کی قیمت کے وہ تیس روپے لے لیے اور ان کو کمہار کے کھیت کے لیے دیا" مندرجہ بالا عبارت میں لفظ "یرمیاہ" بالاتفاق غلط ہے کیوں کہ کتاب یرمیاہ کے اندر اس قسم کی کوئی عبارت یا مضمون قطعاً نہیں پایا جاتا چنانچہ اس مقام کی تشریح کرتے وقت مسیحی علماء بہت بڑے چکر میں پڑ جاتے ہیں کوئی کچھ کہتا ہے اور کوئی کچھ کہتا ہے۔ وارڈ کیتھولک نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس نے اناجیل وغیرہ کی اغلاط کو جمع کیا ہے اور اس کا نام ہی کتاب الاغلاط رکھا ہے چنانچہ اس میں لکھتے ہیں "مسٹر جوویل نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مرقس نے غلطی سے اخی ملک کی جگہ ابیاتار لکھ دیا اور متی نے زکریاہ کی بجائے یرمیاہ لکھ ڈالا"[۱۲] ڈاکٹر ہارن اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں "اس نقل میں بہت بڑا اشکال ہے کیوں کہ کتاب یرمیاہ کے اندر یہ عبارت موجود نہیں ہے البتہ کتاب زکریاہ کے اندر پائی جا سکتی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ متی کے الفاظ زکریاہ کے الفاظ کے ساتھ بھی مطابقت نہیں رکھتے"[۱۳] لیجئے! پہلے یرمیاہ کو زکریاہ بنایا پھر زکریاہ کو بھی غلط قرار دے دیا اور یہ ہے بھی حقیقت کہ متی کے مضمون کو زکریاہ کے مضمون کے ساتھ ذرا بھر بھی مناسبت نہیں ہے جس کو شوق ہو وہ کتاب زکریاہ کے ساتھ اس کا تقابل کر سکتا ہے۔

(۳) لوقا باب ۲۱ کی آیت ۳۳ اور آیت ۳۴ کے درمیان ایک مکمل آیت غائب ہے چنانچہ ڈاکٹر ہارن اپنی تفسیر میں اس بات کی تشریح کرتا ہے کہ یہاں پر ایک پوری آیت غائب ہے اور وہ آیت یہ ہے "لیکن اس دن اور اس گھڑی کی بابت کوئی نہیں جانتا نہ آسمان کے فرشتے نہ بیٹا مگر صرف باپ" اس کے بعد ڈاکٹر ہارن لکھتے ہیں کہ تمام مفسرین اور محققین اس گم شدہ آیت سے بے خبر رہے یہاں تک کہ ہیلز نے اس کی نشان دہی کی[۱۴] اس مختصر مقالہ میں اتنی گنجائش نہیں ہے کہ اس قسم کی تمام مثالوں کا احصاء کیا جا سکے

---

[۱۰] ہارن کی تفسیر جلد دوم ص ۳۲۲ [۱۱] اظہار الحق از سیدی مولانا محمد رحمت اللہ کیرانوی رضی اللہ عنہ و قدس سرہ العزیز ص ۳۳۱ [۱۲] کتاب الاغلاط مطبوعہ ۱۸۴۱ء ص ۲۶ بحوالہ اظہار الحق [۱۳] ہارن کی تفسیر جلد دوم ص ۳۸۵ [۱۴] کتاب مذکور جلد چہارم ص ۲۶۳

لهذا انہیں چند مثالوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔
اناجیل کی غلط بیانی اس قدر صاف اور واضح ہے کہ سوائے سخت متعصب کے کوئی شخص بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا
چنانچہ انگلیکن چرچ کا بشپ (Charles Gore) لکھتا ہے "سینٹ کروسٹم کی طرح میرے لیے بھی اس امر کا تسلیم کرنا ممکن ہے
کہ اناجیل غلطی سے مبرا نہیں" عله
نیز مشہور نقاد "Celsus" لکھتا ہے کہ عیسائیوں نے اپنی مقدس کتابوں میں دیدہ دانستہ فریب کارانہ انداز سے ردوبدل
کر ڈالا ہے

اناجیل کا ضرب المثل تضاد

اناجیل کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ اناجیل اربعہ کے اندر سخت بے ربطی اختلاف بلکہ تضاد پایا جاتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مختلف کلیساؤں میں مختلف بیانات مروج تھے اور انجیل نویسوں نے ان سنی سنائی روایات میں سے بعض کو انتخاب کر کے اپنی اپنی انجیلوں میں لکھ دیا ہے۔ چنانچہ پادری برکت اللہ اس بات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں "جب یہ انجیل نویس ایک ہی واقعہ کو بیان کرتے ہیں تو چونکہ ان کے ماخذ مختلف تھے لہذا ان اناجیل کے بیانات کی تفصیلات میں اختلاف کا ہونا ایک لازمی اور ناگزیر امر تھا" عله

ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ بعض اوقات ایک واقعہ کے متعلق دو انجیلیں اس قدر مختلف البیان ہو جاتی ہیں کہ ان میں سے ایک کو جھوٹا قرار دینا ضروری ہو جاتا ہے۔ مزید حیرت کی بات یہ ہے کہ بعض اوقات تو ایک انجیل خود ہی اپنی تکذیب آپ کرتی ہوئی نظر آتی ہے ہم یہاں پر چند مثالیں ہدیۂ ناظرین کرتے ہیں

(۱) الف) جب باہر آئے تو انہوں نے شمعون نام ایک کرینی آدمی کو پا کر اسے بیگار میں پکڑا کہ اس کی صلیب اٹھائے (متی ۲۷: ۳۲)
ب) بس وہ یسوع کو لے گئے اور وہ اپنی صلیب آپ اٹھائے ہوئے اس جگہ تک باہر گیا جو کھوپڑی کی جگہ کہلاتی ہے (یوحنا ۱۹: ۱۷)

(۲) الف) متی باب ۸ آیت ۲۸ پر ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ گدرینیوں کے ملک میں پہنچے تو دو آدمی جن میں بدروحیں تھیں قبروں سے نکل کر اس سے ملے اور اس سے کہنے لگے کہ ہمیں تجھ سے کیا کام! حضرت عیسیٰؑ نے ان کی بدروحوں کو ان کی خواہش کے مطابق سنوروں کے ایک غول میں بھیج دیا اور تمام کا تمام غول پانی میں چھلانگیں لگا کر غرق ہو گیا اس شہر کے باشندوں نے حضرت عیسیٰؑ سے منت کی اور کہا کہ آپ ہماری سرحدوں سے باہر چلے جائیں۔
(ب) لیکن مرقس کے اندر ہے کہ اس موقع پر آپ کو صرف ایک آدمی قبر سے نکل کر ملا اور باقی قصہ وہی ہے جو متی میں مذکور ہے

(۳) الف) متی باب ۹ آیت ۱۸ میں ہے ایک سردار نے آکر سجدہ کیا اور کہا میری بیٹی ابھی مری ہے لیکن تو چل کر اپنا ہاتھ اس پہ رکھ تو وہ

عله "The Holy Spirit and the church" ۲۷ قدامت و اصلیت اناجیل اربعہ ج ۱ ص ۱۴۷

زندہ ہو جائے گی۔

ب) لیکن مرقس باب ۵ آیت ۲۳ میں ہے "اور یہ کہہ کر اس کی بہت منت کی کہ میری چھوٹی بیٹی مرنے کو ہے تو آکر اپنے ہاتھ اس پر رکھ تاکہ وہ اچھی ہو جائے اور زندہ رہے۔

(۴) متی باب ۱۰ آیت ۱۰ اور لوقا باب ۹ آیت ۳ میں ہے کہ جب حضرت عیسیٰؑ اپنے شاگردوں کو باہر روانہ کرنے لگے تو انہیں منع کیا کہ اپنے پاس لاٹھی یا کوئی اور چیز نہ رکھنا۔

ب) لیکن مرقس باب ۶ آیت ۸ میں ہے کہ آپ نے انہیں اپنے پاس لاٹھی رکھنے کا حکم دیا۔

(۵) یوحنا باب ۵ آیت ۳۱ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا فرمان اس طرح مرقوم ہے کہ آپ نے فرمایا "اگر میں خود اپنی گواہی دوں تو میری گواہی سچی نہیں"

ب) لیکن اسی یوحنا باب ۸ آیت ۱۴ میں ہے کہ آپ نے فرمایا "اگرچہ میں اپنی گواہی آپ دیتا ہوں تو بھی میری گواہی سچی ہے"

(۶) متی باب ۲۶ آیت ۷۰ میں ہے کہ دوسری مرتبہ پطرس کو ایک دوسری عورت نے دیکھا اور کہا کہ یہ یسوع کا ساتھی ہے۔

ب) لیکن لوقا باب ۲۲ آیت ۵۷ میں ہے کہ دوسری مرتبہ پطرس کو ایک دوسرے مرد نے دیکھا اور کہا کہ یہ یسوع کا ساتھی ہے

ج) لیکن مرقس باب ۱۴ آیت ۶۹ میں ہے کہ دوسری مرتبہ بھی پطرس کو اسی عورت نے دیکھا جس نے پہلی مرتبہ دیکھا تھا اور کہا کہ یہ یسوع کا ساتھی ہے۔

اناجیل کا اختلاف اور تضاد ایک ایسی حقیقت ثابتہ واضحہ ہے کہ جس کا انکار بڑے سے بڑا متعصب شخص بھی نہیں کر سکتا۔ قدیم و جدید تمام کے تمام علماء عیسائیت اس بات کو تسلیم کرتے چلے آئے ہیں کہ اناجیل اربعہ بے شمار اختلافات اور غلطیوں سے پر ہیں۔ اور ان تھک کوششوں اور بے انتہا مغز خوریوں کے باوجود بھی وہ اس مسئلہ کا تلاش کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکے۔ چنانچہ موسیو رینان لکھتا ہے "یہ اناجیل کھلے طور پر ایک دوسرے کی تردید کرتی ہیں"

نیز پروفیسر جوڈ "Good And Evil" اپنی کتاب میں لکھتا ہے

اناجیل کے باہمی تضاد نے مجھے پریشان کر دیا ہے میں اس سے متعلق بہت کچھ پڑھ لینے کے بعد اسی نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ "Benson" کا یہ بیان بالکل صحیح ہے "یہ سمجھنا بالکل حماقت ہے کہ آج جو کچھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب کیا جاتا ہے وہ اسی طرح لفظاً لفظاً انہی کا ہے"

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین

الفقیر الحافظ غلام نصیر الدین شبلی مہری غفر لہ ولیہ

مبلغ اسلام، جامعہ اسلامیہ بھابڑہ سرگودھا